"وہ کہتے ہیں ناں کہ ۔۔۔۔"

"کہتے ہیں"، "وہ کہتے ہیں"، "وہ کہتے ہیں ناں کہ "وغیرہ جملے ہمیں ہماری سماجی زندگی میں اکثر سننے کو ملتے ہیں۔ یہ سب جملے ایک سوچ اور ایک نقطۂ نظر کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ سوچ اور زاویہ نگاہ ہمیشہ سے انسانیت اور قوموں کی زبوں حالی کا باعث ہے۔اس طرح کی سوچ غیر اسلامی اور غیر منطقی ہوتی ہے مگر لوگ اپنی سہولت کی خاطر معلومات کے تبادلے کے دوران اس سوچ کی نمائندگی کرتے ہوئے اکثر نظر آتے ہیں۔ کسی بھی بات چیت اور عمومی بحث و مباحثے میں علم کی ترسیل واشاعت کے لیے عوام الناس ایک بہت ہی آسان طریقے کا سہارا لیتے ہیں جس میں وہ خود کو بغیر کسی خاطر خواہ محنت کے دلیل دینے کا قابل سمجھ لیتے ہیں۔

اب تک کی فلسفیانہ روایات سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ علم حاصل کرنے کے بہت سے طریقوں کو اگر مختصراً بیان کیا جائے تو وہ چار طریقے بنتے ہیں۔ پہلا اور عوامی سطح کا طریقہ سنی سنائی باتوں کے ذریعے علم اور معلومات کا حصول ہے۔ یہ طریقہ ہر معاشرے کے عوام میں رائج ہے کیونکہ یہ طریقہ معلومات کے حصول اور تبادلے کا سب سے آسان طریقہ ہے جس میں محنت نہیں کرنی پڑتی اور دوسروں سے سنی سنائی باتوں کو بغیر کسی تصدیق کے آگے پیش کر دیا جاتا ہے۔دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی بھی مسئلے کو سمجھنے کے لیے اس مسئلے سے متعلقہ مضمون کے ماہر افراد سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ مثلاً اگر کوئی قانونی مسئلہ درپیش ہو یا قانونی معلومات درکار ہوں تو کسی ماہر قانون دان سے پوچھنا چاہیے اور اگر دینی یا مذہبی معلومات درکار ہوں یا مذہبی مسائل پر بحث مقصود ہو تو کسی عالم فاضل سے رجوع کرنا چاہیے اور علی ھذا القیاس جس بھی مسئلے کی معلومات درکار ہوں وہ اس مضمون کے ماہر سے ہی لینی چاہییں۔ علم حاصل کرنے کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ تجربات اور مشاہدات کی بنیاد پر معلومات حاصل کی جائیں اور جو باتیں ذاتی تجربات اور مشاہدات سے نہ گزری ہوں ان کو نہ تو تسلیم کیا جائے اور نہ ہی ان کی ترویج و اشاعت کی جائے۔ علم حاصل کرنے کا چوتھا طریقہ وحی کے ذریعے علم کا حصول ہے۔اس سلسلے میں انبیاء کی وحی اور انسانوں کی چھٹی حس، وجدان، القاء وغیرہ سب شامل ہیں۔

یہ چار طریقے علم حاصل کرنے اور معلومات اکٹھی کرنے کے لیے دنیا میں رائج ہیں اور ہر طریقہ ایک الگ نقطہ نظر اور ایک جداگانہ سوچ کا عکاس ہے۔ پہلے طریقے {Tenacity} کو ایک بہت بڑی تعداد میں لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اب تک کوئی ایسی تحقیق میری نظر سے نہیں گزری جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ دنیا میں کتنے فیصد لوگ ان چار طریقوں میں سے کس کس طریقے کو کتنی فیصد تک استعمال کرتے ہیں۔ میرے ذاتی مشاہدے کے مطابق اس پہلے طریقے کو تقریباً 90% لوگ استعمال کرتے ہیں کیونکہ یہ طریقہ انتہائی آسان ہے اور اس میں محنت نہیں کرنا پڑتی۔ مگر ہمیں یہ بالکل نہیں بھولنا چاہیے کہ کسی سنی سنائی بات کو بغیر تصدیق کیے آگے منتقل کر دینے کو ہمارے دین نے جھوٹ کے قائم مقام جانا ہے اور اس سے منع کیا ہے۔ جھوٹ بولنا ایک کبیرہ گناہ ہے۔ اس گناہ کے علاوہ اس طریقے کو استعمال کرنے سے کئی سماجی اور قومی مسائل بھی جنم لیتے ہیں۔ Propaganda بھی اسی طریقے کی ایک شاخ ہے جس کو آجکل ہر کوئی استعمال کرتا نظر آتا ہے۔ ہماری سیاست پراپیگنڈا سے ہی شروع ہوتی ہے اور اسی پہ ختم ہوتی ہے۔ مختلف کمپنیاں اپنی مصنوعات کی تشہیر کے لیے صرف پراپیگنڈا ہی کرتی ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی تعلیم صرف پراپیگنڈا تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ اس پہلے طریقے سے معلومات کا حصول انتہائی جاہلانہ، غیر منطقی اور غیر اسلامی ہے مگر چونکہ ہم اپنے رسم و رواج {culture} کو نہیں چھوڑ پاتے لہذا ہمیں ہمارے رسم و رواج یہی درس دیتے ہیں کہ "زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو"۔ ہمیں یہ سمجھایا جاتا ہے کہ جس بات پر اکثریت متفق ہو جائے وہی حق ہے۔ مروجہ جمہوریت بھی اسی سوچ کی ایک مضحکہ خیز شکل ہے جس میں "بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے"۔ بھیڑ کی چال چلنا اور دوسروں کی اندھا دھند تقلید کرنا بھی اسی سوچ کی آئینہ دار ہیں۔

علم حاصل کرنے کے دوسرے طریقے {Authority} کو میری ذاتی رائے میں تقریباً 5% لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اس طریقے میں کسی بھی علم یا معلومات کو ہر کس و ناکس سے لینے کے بجائے اس مضمون کے ماہر سے لیا جاتا ہے۔ یہاں یہ سمجھنا بھی

ضروری ہے کہ اس ماہر کی مہارت کی تصدیق اس سے معلومات حاصل کرنے سے پہلے کرنا ضروری ہے۔ روزمرہ مشاہدہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اکثر نشستوں پر براجمان افراد خود کو اس نشست کا اہل تو ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اس مضمون کے ماہر نہیں ہوتے۔ اس کی ایک عام مثال بقرعید کے دن غیر قصائی افراد کا ہاتھوں میں چھریاں اٹھا کر گھومنا ہے جس میں وہ عوام کو قصائی کا روپ دھار کر دھوکا دیتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ واقعی پیشہ ور قصائی ہیں۔ اس عام سی مثال کے علاوہ اگر ہم تحقیقی نظر سے دیکھیں تو ہمیں بہت سے نام نہاد پیشہ ور افراد، جو خود کو اس مضمون کا ماہر ظاہر کرتے نظر آتے ہیں، دراصل پیشہ ورانہ مہارت سے عاری ہوتے ہیں۔ وطن عزیز میں یہ مثالیں ہمیں تقریباً ہر پیشے میں آسانی سے مل سکتی ہیں۔

علم کے حصول کے تیسرے طریقے {Science} کو میری ذاتی رائے کے مطابق تقریباً 3% لوگ استعمال کرتے ہیں۔ علم حاصل کرنے کا سائنسی طریقہ کار یہ ہے کہ کسی بھی مسئلے کی نوعیت کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد اس کو تجربات سے گزارا جائے اور ان تجربات سے نتائج اخذ کرنے کے بعد ان تجربات کو بار بار دہرایا جائے۔ جب ہر بار ویسے ہی نتائج مرتب ہوں تو ان نتائج سے اخذ کردہ معلومات کو تحریری شکل میں شائع کیا جائے۔ یہاں یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ اس اداکاری اور دجل وفریب کے دور میں بہت سے لوگ اپنی مصنوعات بیچنے کے چکر میں سائنس کا غلط استعمال کرتے ہیں اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ ان کی معلومات سائنسی ہیں۔ مثال کے طور پر کمپنیاں اپنی مصنوعات کی ترویج واشاعت کے لیے اشتہارات میں ایسا تاثر ظاہر کرتی ہیں کہ ان کی مصنوعات سائنسی طریقہ سے تصدیق شدہ ہیں جب کہ تحقیق کرنے سے یہ دعوی بے بنیاد ثابت ہوتا ہے۔ عوام الناس میں یہ بات بھی غلط العام ہے کہ سائنسی معلومات ہمیشہ حتمی ہوتی ہیں اور سائنس کو بنیاد بنا کر جو بھی علم حاصل کیا جائے وہ ہمیشہ درست ہی ہوتا ہے۔ ایسا دراصل نہیں ہے۔ سائنس اپنی طرف سے پوری اور مخلصانہ کوشش کرتی ہے کہ بہترین معلومات پیش کرے مگر ہماری دنیا کے بہت سے مسائل، خصوصاً نفسیاتی وسماجی مسائل، کے حل کے سلسلے میں سائنس کا دائرہ کار انتہائی محدود ہے۔

علم کے حصول کا چوتھا طریقہ {Intuition} بہت ہی نایاب ہے۔ میری ذاتی رائے میں دنیا کے صرف 2% لوگ اس طریقہ کو اپنی زندگی کے لیے مشعل راہ بناتے ہیں۔ اس طریقے سے حاصل کی ہوئی معلومات کی پہلی شکل انبیاء پر نازل کردہ وحی الہی ہے جو مذاہب کی کتب سے ہم تک پہنچتی ہے۔ اسلامی معاشرے میں قرآن وحی کی ایک انتہائی اعلی اور مستند شکل ہے جس سے بہت سی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ کسی انتہائی حساس، سمجھدار اور تجربہ کار شخص کی چھٹی حس بھی بعض اوقات ایسی معلومات کا زریعہ بنتی ہے جو آگے جاکر اکثریت کو ماننا پڑ جاتی ہیں۔ سائنس کے مفروضے اس کی ایک اعلی مثال ہیں۔

مندرجہ بالا تحریر سے ہمیں یہ اخذ کرنا چاہیے کہ :

- سنی سنائی باتوں اور دوسروں سے حاصل کی گئی معلومات کو بغیر تحقیق و تصدیق کے نہیں ماننا چاہیے اور نہ ہی انھیں آگے پھیلانا چاہیے۔
- اگر ہمیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو ہمیں چاہیے کہ اس مسئلے سے متعلقہ کسی مستند ماہر سے رابطہ کریں
- سائنس کے نام پر دھوکا نہ کھائیں بلکہ سائنسی معلومات کو بھی ان کے مستند حوالوں سے سمجھنے کی کوشش کریں۔
- قرآن اور قرآن سے حاصل کردہ معلومات کو بہرحال باقی سب طریقوں سے حاصل شدہ معلومات پر فوقیت دیں۔ نفسیاتی اور سماجی مسائل کو قرآنی استدلال سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ قرآن کو طاق میں سجانے اور دلہنوں کے سر پر رکھنے کے بجائے اسے اپنی زبان میں سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہی کوشش مستند علم کے حصول کی شرط اولین ہے۔